ماہِ صفر کی بدعات اور ایک من گھڑت حدیث کا جائزہ

از: مفتی محمد راشد ڈسکوی
استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ''صَفَرُ المُظَفَّر'' شروع ہو چکا ہے، یہ مہینہ انسانیت میں زمانہ جاہلیت سے ہی منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھا جاتا ہے، زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات (شادی، بیاہ اور ختنہ وغیرہ) قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے اور قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ یہی نظریہ نسل در نسل آج تک چلا آرہا ہے؛ حالاں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی صاف اور واضح الفاظ میں اس مہینے اور اس مہینے کے علاوہ پائے جانے والے توہمات اور قیامت تک کے باطل نظریات کی تردید اور نفی فرما دی اور علی الاِعلان ارشاد فرما دیا کہ: (اللہ تعالی کے حکم کے بغیر) ایک شخص کی بیماری کے دوسرے کو (خود بخود) لگ جانے (کا عقیدہ)، ماہِ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) اور ایک مخصوص پرندے کی بد شگونی (کا عقیدہ) سب بے حقیقت باتیں ہیں۔ ملاحظہ ہو:

عَنْ أبي هُرَیْرَةَ رضي اللّٰهُ عنه قال: قال النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم :"لا عَدْوَیٰ ولا صَفرَ ولا هَامَةَ". (صحیح البخاري، کتابُ الطِّب،بابُ الهامة، رقم الحدیث: 5770، المکتبة السلفیة)

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں اس قسم کے فاسد و باطل خیالات و نظریات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ایسے نظریات و عقائد کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں تلے روند چکے ہیں۔

ماہِ صفر کے بارے میں ایک موضوع اور من گھڑت روایت کا جائزہ

ماہِ صفر کے متعلق نحوست والا عقیدہ پھیلانے کی خاطر دشمنانِ اسلام نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی روایات پھیلانے جیسے مکروہ اور گھناؤنے افعال سے بھی دریغ نہیں کیا، ذیل

میں ایک ایسی ہی من گھڑت روایت اور اس پر ائمہ جرح وتعدیل کا کلام ذکر کیا جاتا ہے، وہ من گھڑت حدیث یہ ہے:

”مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ“.

ترجمہ: ”جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوش خبری دے گا، میں اُسے جنت کی خوش خبری دوں گا“۔

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا ہے، طریقۂ استدلال یہ ہے کہ چوں کہ اس مہینہ میں نحوست تھی؛ اس لیے سرکارِ دوعالم ﷺ نے اس مہینے کے صحیح سلامت گذرنے پر جنت کی خوش خبری دی ہے۔

تو اس بارے میں جان لینا چاہیے کہ یہ حدیث موضوع ہے، نبی اکرم ﷺ کی طرف اس کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے؛ چناں چہ ائمۂ حدیث نے اس من گھڑت حدیث کے موضوع ہونے کو واضح کرتے ہوئے اس عقیدے کے باطل ہونے کو بیان کیا ہے، ان ائمہ میں ملا علی قاری، علامہ عجلونی، علامہ شوکانی اور علامہ طاہر پٹنی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں، ان حضراتِ ائمہ کا کلام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

چناں چہ ملا علي القاري رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ“ لَا أَصْلَ لَه“.(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرىٰ، حرف الميم، رقم الحديث: 437، 324/2،المكتب الإسلامي)

اور علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی رحمہ اللہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ

”مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ “ قال القاري في الموضوعات تبعاً للصغاني: ”لَا أَصْلَ لَه“. (كشف الخفاء و مزيل الإلباس، حرف الميم، رقم الحديث: 2418، 538/2،مكتبة العلم الحديث)

اور شیخ الاسلام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ “ قال الصغاني: ”موضوع“. وكذا قال العراقي. (الفوائد المجموعة في أحاديث الضعيفة والموضوعة للشوكانيؒ، كتاب الفضائل، أحاديث الأدعية والعبادات في الشهور، رقم

الحديث: 1260، ص: 545، نزار مصطفیٰ الباز، مكة المكرمة)

اور علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكذا (أي: موضوع) "مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ" قزويني، وكذا قال أحمد بن حنبل: اللآلئ عن أحمد ومما تدور في الأسواق ولا أصل له.

(تذكرة الموضوعات للفتني، ص: 116، كتب خانه مجيديه، ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو ماہِ صفر میں سفر نہیں کرتے (یعنی: سفر کرنا درست نہیں سمجھتے) اور نہ ہی اس مہینے میں اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں، مثلاً: نکاح کرنا اور اپنی بیویوں کے پاس جانا وغیرہ اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "کہ جو مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوش خبری دے گا، میں اُسے جنت کی بشارت دوں گا" سے دلیل پکڑتے ہیں، کیا نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک (سند کے اعتبار سے) صحیح ہے؟ اور کیا اس مہینے میں نحوست ہوتی ہے؟ اور کیا اس مہینے میں کسی کام کے شروع کرنے سے روکا گیا ہے؟..... تو جواب ملا کہ ماہِ صفر کے بارے میں جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے، یہ کچھ ایسی باتیں ہیں جو اہلِ نجوم کے ہاں پائی جاتیں تھی؛ جنہیں وہ اس لیے رواج دیتے تھے کہ ان کا وہ قول ثابت ہو سکے، جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے؛ حالاں کہ یہ صاف اور کھلا ہوا جھوٹ ہے (۵/۴۶۱)۔

نمبر:۲ اس منگھڑت اور موضوع روایت کو ایک طرف رکھیں، اس کے بالمقابل ماہِ صفر کے بارے میں بہت ساری صحیح احادیث ایسی موجود ہیں جو ماہِ صفر کی نحوست کی نفی کرتی ہیں، تو ایسی صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے موضوع حدیث پر عمل کرنا یا اس کی ترویج کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن بنانا کوئی عقل مندی کی بات نہیں۔

نمبر:۳ محدثین عظام کی تصریحات کے مطابق مذکورہ حدیث موضوع اور منگھڑت ہے، لیکن اگر کچھ لمحات کے لیے یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو بھی اس حدیث سے ماہِ صفر کے منحوس ہونے پر دلیل پکڑنا درست نہیں ہے؛ بلکہ اس صورت میں اس کا صحیح مطلب اور مصداق یہ ہوگا کہ چوں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیع الاول میں وصال ہونے والا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب عز و جل سے ملاقات کا بے حد اشتیاق تھا؛ اس لیے ربیع الاول کے شروع ہونے کا انتظار تھا؛

چناں چہ اس شخص کے لیے آپ نے جنت کی بشارت کا اعلان فرمادیا، جو ماہِ صفر کے ختم ہونے کی (اور ربیع الاول شروع ہونے کی) خبر لے کر آئے۔

خلاصۂ کلام! یہ کہ اس حدیث کا ماہِ صفر کی نحوست سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ اسے محض مسلمانوں میں غلط نظریات پھیلانے کی غرض سے گھڑا گیا ہے۔

ماہِ صفر کے آخری بدھ کی شرعی حیثیت

ماہِ صفر کے بارے میں لوگوں میں مشہور غلط عقائد ونظریات میں ایک ''اس مہینے کے آخری بدھ'' کا نظریہ بھی ہے، کہ اس بدھ کو نبی اکرم ﷺ کو بیماری سے شفا ملی اور آپ نے غسلِ صحت فرمایا، لہٰذا اس خوشی میں مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور بہت سے علاقوں میں تو اس دن خوشی میں روزہ بھی رکھا جاتا ہے اور خاص طریقے سے نماز بھی پڑھی جاتی ہے؛ حالاں کہ یہ بالکل خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ بات ہے، اس دن تو نبی اکرم ﷺ کے مرضِ وفات کی ابتدا، ہوئی تھی، نہ کہ مرض کی انتہاء اور شفاء، یہ افواہ اور جھوٹی خبر دراصل یہودیوں کی طرف سے آپ کی مخالفت میں آپ کے بیمار ہونے کی خوشی میں پھیلائی گئی تھی اور مٹھائیاں تقسیم کی گئی تھیں۔ ذیل میں اس باطل نظریئے کی تردید میں اکابر علماء کے فتاویٰ اور دیگر عبارات پیش کی جاتیں ہیں جن سے اس رسمِ بد اور غلط روش کی اور صفر کے آخری بدھ میں نبی اکرم ﷺ کے شفایاب ہونے یا بیمار ہونے کی اچھی طرح وضاحت ہوجاتی ہے۔

ماہِ صفر کے آخری بدھ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''امداد المفتین'' میں ایک سوال کے جواب میں صفر کے آخری بدھ کے روزے کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہیں، جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

سوال: ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ بلادِ ہند میں مشہور بایں طور ہے کہ اس دن خصوصیت سے نفلی روزہ رکھا جاتا ہے اور شام کو کھچوری یا حلوہ پکا کر کھایا جاتا ہے، عوام اس کو ''کھچوری روزہ'' یا ''پیر کا روزہ'' کہتے ہیں، شرعاً اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

جواب: بالکل غلط اور بے اصل ہے، اس [روزہ] کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب کا عقیدہ رکھنا بدعت اور ناجائز ہے، نبی اکرم ﷺ اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے کسی ایک ضعیف حدیث میں [بھی] اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان وفساد اور بدعت ہونے کی؛ کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں، جو نبی اکرم ﷺ نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا

ہو۔(امداد المفتین، فصل فی صوم النذر وصوم النفل، ص:416، دارالاشاعت)

ماہِ صفر کے آخری بدھ کو ایک مخصوص طریقے سے ادا کی جانے والی نماز کا حکم

اس دن میں روزہ رکھنے کی طرح ایک نماز بھی ادا کی جاتی ہے، جس کی ادائیگی کا ایک مخصوص طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ دو رکعت نماز، چاشت کے وقت، اس طرح ادا کی جائے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ﴾ دو آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ دو آیتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد نبیِ اکرم ﷺ پر درود بھیجیں اور دعا کریں۔

اس طریقۂ نماز کی تخریج کے بعد حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''اس قسم کی مخصوص طریقوں سے ادا کی جانے والی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر اس مخصوص طریقہ کی شریعت میں مخالفت موجود ہو تو کسی کے لیے ان منقول طریقوں کے مطابق نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ مخصوص طریقے والی نماز شریعت سے متصادم نہ ہو تو پھر ان طریقوں سے نماز ادا کرنا مخصوص شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔

وہ شرائط یہ ہیں:

(1) اِن نمازوں کو ادا کرنے والا اِن کے لیے ایسا اہتمام نہ کرے، جیسا کہ شرعاً ثابت شدہ نمازوں (فرائض وواجبات وغیرہ) کے لیے کیا جاتا ہے۔

(2) ان نمازوں کو شارع علیہ السلام سے منقول نہ سمجھے۔

(3) ان منقول نمازوں کے ثبوت کا وہم نہ رکھے۔

(4) ان نمازوں کو شریعت کے دیگر مستحبات وغیرہ کی طرح مستحب نہ سمجھے۔

(5) ان نمازوں کا اس طرح التزام نہ کیا جائے جس کی شریعت کی طرف سے ممانعت ہو۔ جاننا چاہیے کہ ہر مباح کام کو جب اپنے اوپر لازم کر لیا جائے، تو وہ شرعاً مکروہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ موجودہ زمانے میں ایسے افراد معدوم (نہ ہونے کے برابر) ہیں جو مذکورہ شرائط کی پاسداری رکھ سکیں اور شرائط کی رعایت کیے بغیر ان نمازوں کو ادا کرنے کا حکم اوپر گذر چکا ہے کہ یہ عمل ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مصداق تو بن سکتا ہے، تقرب الی اللہ کا نہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے مخصوصة، القول الفیصل في هٰذا المقام: 5/ 103، 104، إدارة القرآن کراتشي)

صفر کے آخری چار شنبہ کا حکم

سوال: صفر کے آخری چہار شنبہ کو اکثر عوام خوشی وسرور وغیرہ میں اطعام الطعام [کھانا کھلانا] کرتے ہیں، شرعاً اس باب میں کیا ثابت ہے؟

جواب: شرعاً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں، سب جہلاء کی باتیں ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ، کتاب العلم، ص: 171، عالمی مجلس تحفظِ اسلام، کراچی)

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم

سوال: آخری چہار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کے اعمال شریعت میں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب: آخری چہار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں، یہ سب بے اصل ہیں۔ (کفایت المفتی، کتاب العقائد: 2/302، ادارہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ کراچی)

صفر کے آخری چہار شنبہ کو مٹھائی تقسیم کرنا

سوال: یہاں مرادآباد میں ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو ”کارخانہ دار“ ان ظروف کی طرف سے کاریگروں کو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، بلا مبالغہ یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ ہے؛ کیونکہ صدہا کاریگر ہیں اور ہر ایک کو اندازاً کم وبیش پاؤ بھر مٹھائی ملتی ہے، ان کے علاوہ دیگر کثیر متعلقین کو کھلانی پڑتی ہے، مشہور یہ روایت کر رکھی ہے کہ اس دن حضرت رسول اللہ ﷺ نے غسلِ صحت کیا تھا؛ مگر از روئے تحقیق بات برعکس ثابت ہوئی کہ اس دن حضرت رسولِ مقبول ﷺ کے مرضِ وفات میں غیر معمولی شدت تھی، جس سے خوش ہوکر دشمنانِ اسلام یعنی یہودیوں نے خوشی منائی تھی، احقر نے اس کا ذکر ایک کارخانہ دار سے کیا تو معلوم ہوا کہ جاہل کاریگروں کی ہوا پرستی اور لذت پروری اتنی شدید ہے کہ کتنا ہی ان کو سمجھایا جائے وہ ہرگز نہیں مانتے اور چوں کہ کارخانوں کی کامیابی کا دارو مدار کاریگروں ہی پر ہے، تو اگر کوئی کارخانہ دار ہمت کرکے شیرینی تقسیم نہ کرے تو جاہل کاریگر اس کے کارخانہ کو سخت نقصان پہنچائیں گے، کام کرنا چھوڑ دیں گے۔

الف: حقیقت کی رو سے مذکورہ تقسیم شیرینی کا شمار افعالِ کفریہ، اسلام دشمنی سے ہونا تو عقلاً ظاہر ہے، تو بلا عذرِ شرعی اس کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ وہ مذکورہ حقیقت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہو؟

ب: جاہل کاریگروں کی ایذاء رسانی سے حفاظت کے لیے کارخانہ داروں کا فعلِ مذکور میں

معذور مانا جاسکتا ہے؟

ج: ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ سے متعلق جو صحیح روایات اوپر مذکور ہوئیں، وہ کس کتاب میں ہیں؟

د: حضرت رسولِ مقبول ﷺ کے مرضِ وفات میں شدت کی خبر پا کر یہودیوں نے کس طرح خوشی منائی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو خوشی کی تقریب منانا، مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً بے دلیل ہے، اس تاریخ میں غسلِ صحت ثابت نہیں؛ البتہ شدتِ مرض کی روایت ''مدارجُ النبوۃ'' (2/ 707- 704، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) میں ہے۔

یہود کو آنحضرت ﷺ کے شدتِ مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر اور ان کی عداوت وشقاوت کا تقاضا ہے۔

(الف) مسلمانوں کا اس دن مٹھائی تقسیم کرنا نہ شدتِ مرض کی خوشی میں [ہوتا] ہے، نہ یہود کی موافقت کی خاطر [ہوتا] ہے، نہ ان کو اس روایت کہ خبر ہے، نہ یہ فی نفسی کفر وشرک ہے: اس لیے ان حالات میں کفر وشرک کا حکم نہ ہوگا۔ ہاں یہ کہا جائے گا کہ یہ طریقہ غلط ہے، اس سے بچنا لازم ہے، حضور اکرم ﷺ کا اس روز غسلِ صحت [کرنا] ثابت نہیں ہے، [اور آپ ﷺ کی طرف] کوئی غلط بات منسوب کرنا سخت معصیت ہے، [نیز!] بغیر نیتِ موافقت بھی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

(ب) نہایت نرمی وشفقت سے کارخانہ دار اپنے کاریگروں کو بہت پہلے سے تبلیغ وفہمائش کرتا رہے اور اصل حقیقت اس کے ذہن میں اتار دے، ان کا مٹھائی کا مطالبہ کسی دوسری تاریخ میں حُسنِ اُسلوب سے پورا کردے، مثلاً: رمضان، عید، بقرعید وغیرہ کے موقع پر دے دیا کرے، جس سے ان کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ یہ بخل کی وجہ سے انکار کرتا ہے، بہر حال کارخانہ دار بڑی حد تک معذور ہے۔

(ج) مدارجُ النبوہ میں ہے۔ (2/ 707- 704، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)

(د) یہود نے کس طرح خوشی منائی؟ اس کی تفصیل نہیں معلوم۔ (فتاویٰ محمودیہ، باب البدعات والرسوم: 3/ 280، ادارہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ کراچی)

صفر کے آخری بدھ میں عمدہ کھانا پکانا

سوال: ماہِ صفر کے آخری بدھ کو بہترین کھانا پکانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم ﷺ کو مرض سے شفاء ہوئی تھی، اس خوشی میں کھانا پکانا چاہیے، یہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: یہ غلط اور من گھڑت عقیدہ ہے؛ اس لیے ناجائز اور گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(احسن الفتاویٰ، کتاب الایمان والعقائد، باب فی رد البدعات: 1/360، ایچ ایم سعید)

صفر کے آخری بدھ کو چُری کرنا بدعت اور رسم قبیحہ ہے

سوال: ہمارے علاقے صوبہ سرحد میں ماہِ صفر میں خیرات کرنے کا ایک خاص طریقہ رائج ہے، جس کو پشتو زبان میں (چُری) کہتے ہیں، عوام الناس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی صحت یابی کی خوشی میں کی تھی۔ ''ماہنامہ النصیحہ'' میں مولانا گوہر شاہ اور مولانا رشید احمد صدیقی مفتی دار العلوم حقانیہ نے اپنے اپنے مضامین میں اس کی تردید کی ہے کہ یہ (چُری) وخیرات یہودیوں نے حضور ﷺ کی بیماری کی خوشی میں کی تھی اور مسلمانوں میں یہ رسم [وہاں] سے منتقل ہوگئی ہے، اس کی وضاحت فرمایئے؟

الجواب: چوں کہ چُری نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ آثار اور کتبِ فقہ سے۔ لہٰذا اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعتِ سیئہ ہے اور رواج کی نیت سے کرنا رسمِ قبیحہ اور التزام مالا یلزم ہے، نیز حاکم کی روایت میں مسطور ہے کہ حضور ﷺ کی بیماری کے آخری چہار شنبہ میں زیادتی آئی تھی اور عوام کہتے ہیں کہ بیماری میں خفت آگئی تھی اور عوام حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ ''انہوں نے چُری مانگی'' اور یہ نسبت وضع حدیث اور حرام ہے، لِعَدَمِ ثُبُوتِ هَذا الْحَدِيْثِ فِي كُتُبِ الأَحَادِيْثِ وَلَا بِالإِسْنَادِ الثَّابِتِ، وَهُوَ الْمُوَفِّقُ. (فتاویٰ فریدیہ، کتاب السنۃ والبدعۃ، 1/296، مکتبہ دار العلوم صدیقیہ صوابی)

چُری کے بارے میں دلائل غلط اور من گھڑت ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صفر کے آخری بدھ کو جو چُری کی جاتی ہے، اس کے جواز میں دو دلائل پیش کیے جاتے ہیں، (۱) کہ نبی اکرم ﷺ اس صفر کے مہینے میں بیمار ہوئے تھے، پھر جب اس مہینے میں صحت یاب ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شکریہ میں خیرات وصدقہ کیا ہے، (۲) حضور ﷺ جب اس مہینے میں بیمار ہوئے، تو یہود نے اس کی خوشی ظاہر کرنے کے لیے اس مہینے میں خیرات کیا اور خوشی منائی،

لہٰذا ہم جو یہ خیرات کرتے ہیں یا تو اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیرات کی تھی یا یہود کے مقابلے میں کہ جو انہوں نے خوشی منائی تھی، ہم قصداً ان سے مقابلے میں تشکرِ نعمت کے لیے کرتے ہیں، لہٰذا علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ دلائل صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب: ثواب کی نیت سے چُری کرنا بدعتِ سیئہ ہے؛ کیوں کہ غیر سنت کو سنت قرار دینا غیرِ دین کو دین قرار دینا ہے، جو کہ بدعت ہے، ان مجوزین کے لیے ضروری ہے کہ ان احادیثِ مذکورہ کی سند ذکر کریں اور یا ایسی کتاب کا حوالہ دیں جو کہ سندِ احادیث کو ذکر کرتی ہو یا کم از کم متداول کتبِ فقہ کا حوالہ ذکر کریں۔

مزید بریں! یہ کہ حاکم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر ﷺ آخری چہار شنبہ کو بیمار ہوئے، یعنی بیماری نے شدت اختیار کی اور تاریخ میں یہ مسطور ہے کہ یہود نے اس دن خوشی منائی اور دعوتیں تیار کیں اور یہ ثابت نہیں کہ اہلِ اسلام نے اس کے مقابل کوئی کارروائی کی. وھُوَ الْمُوَفِّقُ.(فتاویٰ فریدیہ، کتاب السنۃ والبدعۃ، 1/298، مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ صوابی)

چُری کی خوراک کھانے کا حکم

سوال: چُری کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اس کی خوراک کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا وتوجروا

الجواب: چُری بقصدِ ثواب مکروہ ہے، لِأَنَّ فِيهِ تَخْصِيصُ الزَّمَانِ وَالنَّوْعِ بِلاَ مُخَصِّصٍ، يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا فِي الْبَحْرِ(:2/159) البتہ عوام کے لیے اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے، لما في الهنديه: وَلاَ يُبَاحُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةُ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي أَيَّامِ الْمُصِيبَةِ وَإِذَا اتَّخَذَ لاَ بَأْسَ بِالْأَكْلِ مِنْهُ، كذا في خِزانةِ المفتين.5/380. (فتاویٰ فریدیہ، کتاب السنۃ و البدعۃ، 1/299، مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ صوابی)

صفرالمظفر کے آخری بدھ کو خوشی منانے کی شرعی حیثیت

سوال: جناب مفتی صاحب! بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ کچھ لوگ ماہِ صفرالمظفر کے آخری بدھ کو خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو مرض سے شفاء ہوئی تھی اور اس دن بلائیں اوپر چلی جاتی ہیں؛ اس لیے اس دن خوشیاں مناتے ہوئے شیرینی تقسیم کرنی چاہیے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ماہِ صفر میں اس عمل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: ماہِ صفرالمظفر کو منحوس سمجھنا خلافِ اسلام عقیدہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، اس ماہِ مبارک میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری

بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی امامُ الانبیاء جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کو اس دن مرض سے شفاء یابی ہوئی تھی؛ بلکہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ۲۸؍صفر کو آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے تھے، مفتی عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے لیے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں۔'' ''شمس التواریخ'' وغیرہ میں ہے کہ ۲۶؍صفر ۱۱ھ دوشنبہ کو آں حضرت ﷺ نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷؍صفر سہ شنبہ کو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ امیرِ لشکر مقرر کیے گئے، ۲۸؍صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپ ﷺ بیمار ہو چکے تھے؛ لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اُسامہ کو دیا تھا، ابھی (لشکر کے) کوچ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ آخر چہار شنبہ اور پنج شنبہ میں آپ ﷺ کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ سا مچ گیا، اسی دن عشاء سے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ: 2/1008)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸؍صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت ﷺ کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لیے تو خوشی کا ہے ہی نہیں؛ البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے، اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا، مدارس وغیرہ میں تعظیم کرنا، یہ تمام باتیں خلافِ شرع اور ناجائز ہیں''۔ (فتاویٰ حقانیہ، کتاب البدعۃ والرسوم: 2/84، جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، وکذا فی فتاویٰ رحیمیہ، ما یتعلق بالسنۃ والبدعۃ: 2/68، 69، دارالاشاعت)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اپنی تالیف ''سیرت المصطفیٰ'' میں لکھتے ہیں کہ

''ماہِ صفر کے اخیر عشرہ میں آپ ﷺ ایک بار شب کو اُٹھے اور اپنے غلام ''ابومویہبہ'' کو جگایا اور فرمایا کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ اہلِ بقیع کے لیے استغفار کروں، وہاں سے واپس تشریف لائے تو دفعۃً مزاج ناساز ہو گیا، سر درد اور بخار کی شکایت پیدا ہوگئی۔ یہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کی باری کا دن تھا اور بدھ کا روز تھا''۔ (سیرت المصطفیٰ ﷺ، علالت کی ابتداء: 3/156، کتب خانہ مظہری، کراچی)

سیرۃ النبی ﷺ میں علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''صفر ۱۱ ہجری میں آدھی رات کو آپ ﷺ جنت البقیع میں جو عام مسلمانوں کا قبرستان تھا، تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا، یہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا اور روز چہار شنبہ تھا''۔ (سیرۃ النبی: 2/115، اسلامی کتب خانہ)

اسی کے حاشیہ میں ''علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ'' لکھتے ہیں:

''اس لیے تیرہ [۱۳] دن مدتِ علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ ﷺ نے دوسری ازواج کے حجروں میں بسر فرمائے، اس حساب سے علالت کا آغاز چہار شنبہ (بدھ) سے ہوتا ہے''۔ (حاشیہ سیرۃ النبی: 2/114، اسلامی کتب خانہ)

سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''۲۸/صفر ۱۱ ہجری چہار شنبہ کی رات آپ ﷺ قبرستان بقیعِ غرقد میں تشریف لے جاکر اہلِ قبور کے لیے دعاءِ مغفرت کی اور فرمایا: اے اہلِ مقابر تمہیں اپنا حال اور قبروں کا قیام مبارک ہو، کیوں کہ اب دنیا میں تاریک فتنے ٹوٹ پڑے ہیں، وہاں سے تشریف لائے تو سر میں درد تھا اور پھر بخار ہوگیا اور بخار صحیح روایات کے مطابق تیرہ روز تک متواتر رہا اور اسی حالت میں وفات ہوگئی''۔ (سیرت خاتم الانبیاء، ص: 126، مکتبۃ المیزان، لاہور)۔

خلاصۂ بحث

اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ''مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّة'' والی روایت ثابت نہیں ہے؛ بلکہ موضوع اور من گھڑت ہے، اس کو بیان کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن و عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔ نیز! ماہِ صفر کے آخری بدھ کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس دن نبی اکرم ﷺ کو بیماری سے شفاء ملنے والی بات بھی جھوٹی اور دشمنانِ اسلام یہودیوں کی پھیلائی ہوئی ہے، اس دن تو معتبر روایات کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی بیماری کی ابتداء ہوئی تھی نہ کہ شفاء کی۔

لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم خود بھی اس طرح کے توہمات و منکرات سے بچیں اور قدرت بھر دوسروں کو بھی اس طرح کی خرافات سے بچانے کی کوشش کریں۔